تمہیں سے اے مجاہد و زمین کو ثبات ہے۔

شہید کی جو موت ہے قوم کی حیات ہے۔

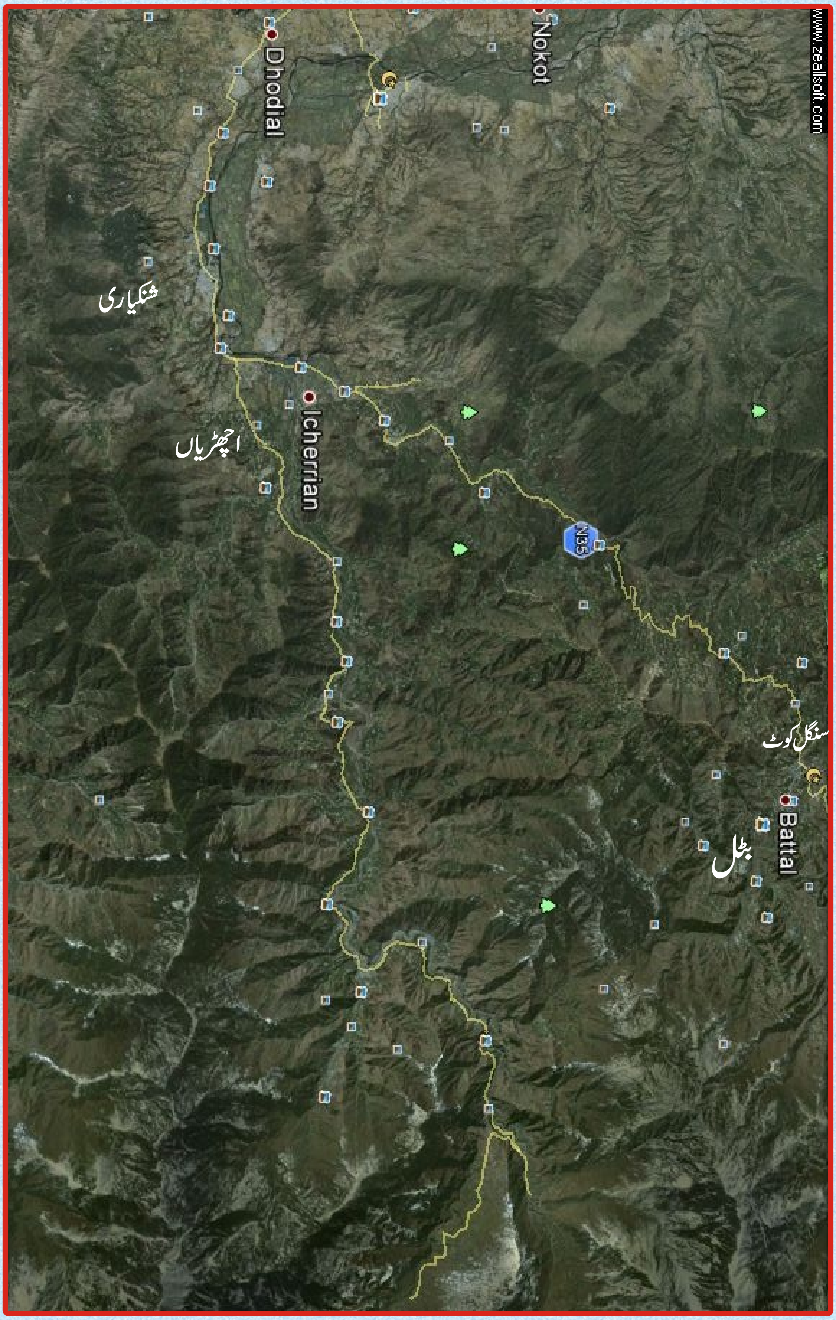
قاری محمد طیب مہتمم دار العلوم دیوبند نے بالاکوٹ میں فرمایا تھا دار العلوم کی بنیاد یہاں عمارت دیوبند میں ہے۔

وادی کونش کے علاقہ بٹل میں سکھوں کے ساتھ زبردست معرکہ کی روداد۔



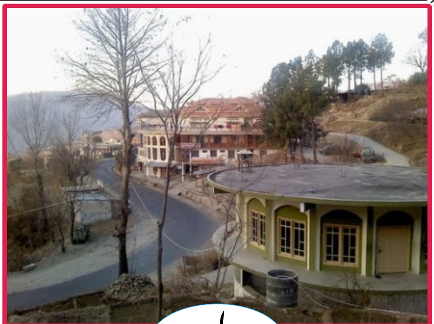
مرتب: مولانا سید رفیع اللہ شاہ معاون: سید عبد الوہاب شاہ

تخریج: سرگزشت مجاہدین، مصنف غلام رسول مہر

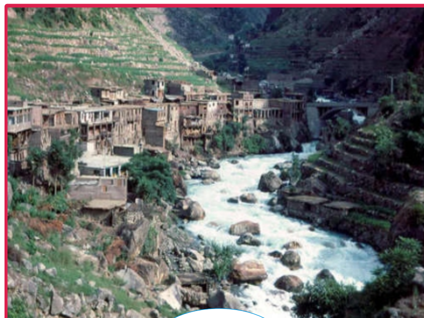

Dhodial
Nokot
www.zeallsoft.com
شنکیاری
اچھڑیاں
Icherrian
N35
سنگل کوٹ
Battal
بٹل



چنارکوٹ



اہل



اچھڑیاں



بٹل





وادی کونش کا حسین منظر

Www.chinarkot.tk - www.writer313.tk
www.urdubooklink.tk - www.quran786.tk
sherazi313@gmail.com

سید احمد شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کی شہادت کے بعد مجاہدین آزادی نے ازسرنو کروٹ لی، اور نیا جذبہ اور حوصلہ لے کر مولانا نصیرالدین منگلوری رحمہ اللہ کی امارت میں مقام عزیمت کی وہ تاریخ اپنے خون سے رقم کی جو آئندہ آنے والے مجاہدین کو آزادی اور حریت کا سبق پڑھاتی ہے۔

لیجئے علاقہ کونش کے صدر مقام ''بٹل'' میں سکھوں کے قلعہ جس کو سنگر کا نام دیا جاتا ہے طوفانی یلغار اور شب خون جس کے نتیجے میں پچاس ساٹھ مجاہدین جام شہادت نوش کرتے ہیں جن کے ہمراہ سپہ سالار حضرت ملا لعل محمد قندھاری رحمہ اللہ شہادت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں جن پر حضرت سید صاحب اور شاہ شہید رحمھما اللہ کو بڑا ناز تھا، آیئے آپ کو اس عظیم سانحہ کی مختصر سی روداد سنائیں۔

مولانا نصیرالدین منگلوری رحمہ اللہ نے مجاہدین سے صلاح مشورہ کے بعد فیصلہ کیا کہ بٹل کے مقام پر ایک قلعہ بنانا چاہیے تاکہ آس پاس کے علاقے کی حفاظت کا انتظام بہتر طریق پر ہوسکے مگر یہ تجویز کچھ التواء میں پڑ گئی، سکھوں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بٹلو (بٹل) میں ایک مظبوط قلعہ بنایا اور اس میں تین سے چار ہزار جنگ جو بٹھا دیئے اس طرح آس پاس کے علاقے پر ان کا تسلط مستحکم ہوگیا۔

مجاہدین کے لئے اس کے سوا چارہ نہ رہا کہ انتظار کریں اور جب مناسب موقعہ پیدا ہو تو یورش کر کے اس قلعہ کو مسخر کرلیں۔ اس سلسلے میں یہ خطرہ بھی خاصی اہمیت اختیار کر چکا تھا کہ سکھ کسی وقت بٹلو (بٹل) کے قلعہ سے اٹھ کر شائی خان کے قلعہ پر حلہ

بول دیں۔لہذا درمیانی علاقے میں حفظ و دفاع کے ضروری انتظامات کر لئے گئے۔

کوٹ میں اقامت۔

بٹلو(بٹل) سے شائی خان کی جانب دو کوس کے فاصلہ پر موضع کوٹ تھا۔مولوی نصیرالدین نے مقیم خان کو حکم دیا کہ ایک سوبیس آدمی لے جاو اور کوٹ میں ٹھہرو، مقیم خان شائی خان سے چلا تو سیدھا کوٹ کو نہ گیا بلکہ شارکول ہوتے ہوئے کوٹ سے کوئی ایک میل آگے لاچھی منگ جا پہنچا، وہاں مشیروں سے پوچھا کہ میں سکھوں پر شبخون مارنا چاہتا ہوں آپ کا مشورہ کیا ہے۔؟ مشیروں نے جواب دیا کہ ہم سے آپ کے ساتھ مارنے مرنے پر تیار ہیں لیکن یہ سوچ لیجئے کہ سکھوں کی جمعیت ہزاروں پر مشتمل ہے اور ہم پورے سوا سو بھی نہیں، بے شک شکست و فتح تھوڑے یا بہت آدمیوں پر موقوف نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے مگر شب خون کے انجام پر خوب غور کر لینا چاہیئے، ہوسکتا ہے ہم اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوں اور سکھ ہمارے تعاقب میں نکل پڑیں پھر ہم نہ کوٹ میں ٹھہر سکیں گے اور نہ شائی خان میں۔اگر آپ شب خون ہی پر تُلے بیٹھے ہیں تو کم از کم مولوی نصیرالدین سے مشورہ کیئے بغیر کوئی قدم نہ آٹھایئے۔

چور پہرے۔

چار ہزار کے قلعہ نشین لشکر پر سوا سو آدمیوں کے ساتھ شبخون مارنے کا عزم مقیم خان کی غیر معمولی شجاعت کا ایک کرشمہ تھا مشیروں نے جن خطرات کا اظہار کیا تھا ان

کے پیشِ نظر مقیم خان کے لئے التواء کے سوا چارہ نہ رہا چنانچہ وہ کوٹ میں مقیم ہو گیا اور بٹلو (بٹل) کی سمت میں تین چور پہروں کا انتظام کر دیا۔ ایک لاچھی منگ میں، دوسرا باخلہ میں اور تیسرا ہروڑی میں۔ شام کو چند مجاہدین ان مقامات پر جا بیٹھے رات وہاں گزارتے اور صبح کی نماز کے بعد کوٹ چلے آتے۔ ان چور پہروں کا مقصد یہ تھا کہ سکھوں کی طرف سے معمولی سا بھی مخالفانہ اقدام ہو تو اس کی اطلاع کوٹ کے مجاہدین کو فوراً ہو جائے۔



بٹل کے مضافات میں گاوں ''ہروڑی'' جہاں مجاہدین نے چور پہرہ بٹھایا تھا۔

سکھوں کی یورش

مقیم خان کو کوٹ میں پہونچے ہوئے بارہ تیرہ دن گزرے تھے کہ ایک رات کو ہروڑی کے چور پہرے والوں میں سے ایک نے دور سینکڑوں روشنیاں دیکھیں اور سمجھ گیا کہ سکھ چھاپہ مارنے کو آ رہے ہیں اس نے فوراً بندوق داغی اور ساتھی پہرے

کو لے کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ باقی چور پہرے والے اور کوٹ کے مجاہدین ہوشیار ہو گئے۔ فجر پڑھ کر وہ بھی پہاڑ کی چوٹی پر جا پہنچے۔ سکھ ان سے پچاس ساٹھ قدم نیچے رہ گئے ان سکھوں میں گڑھی کا حبیب اللہ خان بھی تھا جو سکھوں کو بٹلو(بٹل) میں لانے کا ذمہ دار تھا۔ مقیم خان نے سید میر خان جمعدار کو حکم دیا کہ چالیس مجاہدین کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر جمے رہو۔ اور خود اس نے اسی مجاہدین کو لے کر سکھوں پر حملہ کر دیا۔ اسی اثنا میں سکھوں کی ایک گولی مدد خان قندھاری کے سینے میں لگی اور وہ یہ کہتے ہوئے شہید ہو گیا کہ بھائیو میرا کام تمام ہو چکا میرے پاس ٹھہرنے سے کچھ فائدہ نہیں سب آگے بڑھ کر دشمن کو مارو۔

مقیم خان نے تین حملے کیے، ہر حملے میں پندرہ بیس سکھ مارے جاتے تھے آخر سکھ پسپا ہو گئے۔ مجاہدین میں سید میر نام ایک گوجر بھی شامل تھا وہ پہاڑ کی چوٹی پر دوڑا دوڑا پھرتا تھا، اور بآواز بلند کہتا تھا، شاباش بھائیو شاباش دشمنوں کو خوب مارو۔ مولوی صاحب بھی کمک لے کر آ رہے ہیں۔ ایک جگہ جھاڑی میں کچھ سکھ چھپے بیٹھے تھے ان کی گولی سے سید میر شہید ہو گیا۔ بالاخر سکھ ناکام واپس چلے گئے۔ ملا الہام الدین کے کلّے پر زخم آیا۔

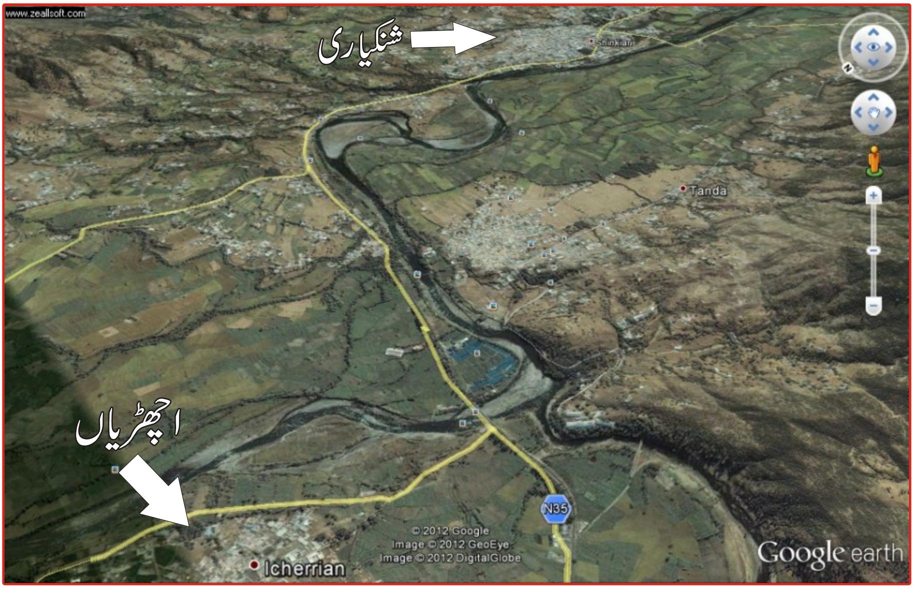
نور محمد خان قندھاری کی کلائی زخمی ہوئی۔ فتح خان ولائتی کے سینے میں اور اکبر علی خان سواتی کی ران میں گولی لگی۔ دو ولائتی مجروحوں کے نام معلوم نہ ہو سکے۔ اس واقعہ کے بعد مولوی نصیر الدین نے حکم دیا کہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک برج بنا لیا جائے جس میں پچاس مجاہد رہ سکیں، ہر مہینے ان مجاہدین کی تبدیلی ہوتی رہتی تھی۔

پکھلی پر شبخون۔

کچھ دیر بعد مقیم خان ساکن کالا باغ نے مولوی نصیر الدین سے عرض کیا کہ پکھلی پر شبخون کی اجازت دی جائے۔مولوی صاحب موصوف نے فرمایا کہ فاصلہ زیادہ ہے اس لئے چست وچالاک مجاہد چن کر لئے جائیں۔ چنانچہ مقیم خان ڈیڑھ سو مجاہدوں کے ہمراہ شائی خان سے روانہ ہوا اور پہلی منزل سنگل کوٹ میں کی جو درہ کونش میں سادات کی بستی ہے اور سید تمر علی شاہ ان کا رئیس تھا۔مجاہدین وہاں سے چلے تو اہل میں جا ٹھہرے، تین جاسوس مختلف سمتوں میں بھیج رکھے تھے تاکہ معلوم کر آئیں، کہاں کہاں سکھوں کی جمعیت ہے اور شب خون کے لئے کون کون سے مقامات موزوں ہو نگے ،خود مقیم خان اہل سے نکلا تو کوٹلیاں میں جا ٹھہرا جو پکھلی کی سرحد پر واقع ہے۔ تین جاسوسوں میں دو واپس آ گئے اور اطلاع دی کہ شبخون کے لئے کوئی موزوں جگہ نظر نہیں آئی۔اس لئے کہ سکھوں نے جا بجا قلعے اور چوکیاں بنا رکھی ہیں۔ ہر جگہ خاصی فوج متعین ہے اور عام افواہ پھیلی ہوئی ہے کہ مجاہدین کا حملہ ہونے والا ہے اس وجہ سے سب لوگ چوکس ہیں اور انہوں نے پہرہ داری کا مکمل انتظام کر رکھا ہے۔

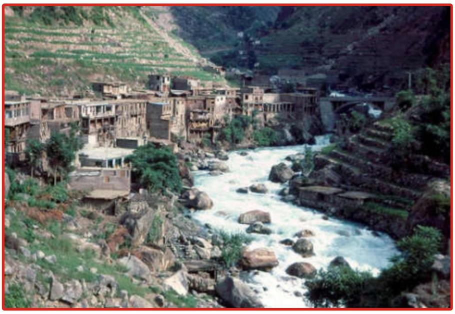
سکھوں سے لڑائی۔

مقیم خان کو شبخون کی جانب سے مایوسی ہوگئی تو فیصلہ کر لیا کہ سرن ندی کے کنارے کنارے گشت کرتے ہوئے چلیں اور درہ بھوگڑ منگ میں سے ہوتے ہوئے شائی خان پہنچ جائیں۔ چنانچہ وہ روانہ ہوا، اچھڑیاں کی بستی میں ایک چشمے کے



کنارے مجاہدین کھانا کھانے لگے۔شنکیاری وہاں سے دو کوس تھا جہاں سکھوں کی فوج کا بڑا مرکز تھا۔

کھانا کھاتے ہوئے ایک مجاہد نے اٹھ کر شنکیاری کی طرف دیکھا تو معلوم ہوا کہ کچھ آدمی چلے آرہے ہیں، چنانچہ تمام مجاہدین ہتھیار سنبھال کر کھڑے ہوگئے، تھوڑی دیر میں سکھوں کی ایک جمعیت نمودار ہوئی یہ لوگ نوسو کے قریب تھے۔سوار کم پیادے زیادہ۔بیچ میں ندی حائل تھی، مجاہدین ندی کے کنارے اوپر کی طرف روانہ ہوئے تاکہ کسی موزوں مقام سے پار اتر کر لڑیں۔سکھ سمجھے کہ مجاہدین تھوڑے ہونے کی بنیاد پر کچھ گھبرا رہے ہیں، اسی اثنا میں فریقین کی طرف سے گولیاں بھی چل رہی تھیں۔ایک مقام پر عبدالغفار خان جمعدار ساکن پکھل نے مجاہدین کو پکارا کہ بھائیو دیکھتے کیا ہو آؤ




ان پر دھاوا بول دیں۔ یہ کہتے ہی عبدالغفار خان ندی میں کود پڑا، پانی کمر سے اوپر تھا تاہم وہ گولیوں کی بارش میں پار اتر گیا باقی مجاہدین نے بھی اس کا ساتھ دیا اور تلواریں کھینچ کر سکھوں پر بجلی کی طرح ٹوٹ پڑے۔ بیس پچیس سکھ مارے گئے باقی بدحواس ہو کر بھاگ گئے۔ مجاہدین نے دھڑیال تک ان کا تعاقب کیا وہاں تک ستر اسی سکھ ہلاک ہوئے۔ مجاہدین میں سے کسی کے خراش تک نہ آئی۔ مجاہدین سکھوں کے ہتھیار لے کر لائی منگ اور سنگل کوٹ میں ٹھہرتے ہوئے شائی خان پہنچے۔



سنگل کوٹ (وادی کونش)

بٹلو(بٹل) پر حملے کی تیاری۔

بٹلو(بٹل) سے سکھوں کو نکالنے کے لئے پائندہ خان اور مولوی نصیرالدین نے بھیر کنڈ کی جانب پیش قدمی کی تھی جس کا اوپر ذکر کیا جا چکا ہے لیکن اس سے کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا لہٰذا اس کے سوا چارہ نہ رہا کہ براہ راست بٹلو(بٹل) پر حملہ کیا جائے۔کوٹ میں مجاہدین نے جو مورچے بنائے تھے ان کی غرض بھی یہی تھی چنانچہ مولوی نصیرالدین نے حملے کے لئے تیاری شروع کردی۔بٹلو(بٹل) میں سکھوں نے دفاعی انتظامات بہت اچھے کر رکھے تھے۔مثلاً کوٹ کی طرف بٹلو(بٹل) کے عین سامنے ایک نالہ تھا یہ بٹلو(بٹل) کی حفاظت کا ایک قدرتی ذریعہ تھا۔خود بٹلو(بٹل) ایک میدان میں واقع تھا اور اس کی پشت پر پہاڑ کے دامن میں قلعہ تھا۔قلعے کے آگے ایک اونچی جگہ تھی جس کے اردگرد جنگلی سیوتی اور عناب کے کانٹوں کی باڑھ لگا کر مضبوط سنگر بنالیا گیا تھا۔اس باڑھ کے بیرونی حصے میں تختے نصب کردیئے گئے تھے، باڑھ اتنی اونچی تھی کہ اندر کھڑے ہوئے آدمی کا صرف سر نظر آسکتا تھا، اس میں مشرقی جانب صرف ایک دروازہ تھا گویا یہ اونچی جگہ بھی ایک گڑھی بن گئی تھی۔سکھوں کی تعداد چار پانچ ہزار سے کم نہ تھی۔اتنی بڑی جمعیت اور اعلیٰ انتظامات کے ہوتے ہوئے حملہ بہت مشکل تھا۔ تاہم مولوی صاحب نے تیاری کا حکم دے دیا۔چنانچہ سید قطب شاہ حیدرآبادی دکنی نے بہت سے سینگ اور بھینسوں کی آنتیں بارود سے بھرلیں تاکہ حملے سے قبل انہیں آگ دے کر سکھوں پر پھینک سکیں۔متعدد زینے بھی بنالئے تاکہ حملے کے وقت انہیں باڑھ کے ساتھ لگا کر سنگر کے اندر پہنچ سکیں۔



بٹل میں وہ مقام جہاں سکھوں کا قلعہ تھا اور معرکہ ہوا تھا۔

کوٹ سے روانگی۔

تیاریاں مکمل ہوگئیں تو مولوی صاحب نے مجاہدین میں گولہ بارود تقسیم کر دیا وہ سب چار سو کے لگ بھگ تھے۔ کوٹ میں جو چیزیں موجود تھیں وہ سب پیر مبارک علی جھنجھانوی اور فتح محمد سہارن پوری کے حوالے کر دیں کہ شائی خان لے جائیں۔

گویا مولوی صاحب ایک فیصلہ کن حملے کا فیصلہ کر کے تھے جس میں اندیشہ تھا کہ ممکن ہے کہ سکھوں کے جوابی حملے کی وجہ سے کوٹ خطرے میں پڑ جائے۔ عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں سر برہنہ ہو کر دعا کی کہ جس کام کے لئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے پورا کرنے کی توفیق دے اور استقامت نصیب کرے، مجاہدین کو تاکید کی کہ گناہوں سے تائب ہو کر مغفرت کی دعائیں مانگو۔

عشاء کے بعد کمر بندی کا حکم دے دیا گیا، چلنے لگے تو فرمایا بھائیو! اب کوئی فضول بات زبان سے نہ نکالو، صوف سورہ قریش کا ورد جاری رکھو، خود مولوی صاحب خچر پر سوار ہوئے مجاہدین پیادہ تھے۔

ابتدائی حملہ۔

چلتے چلتے نالے پر پہنچے جس میں کمر تک پانی تھا وہاں سے تقریباً نصف کوس سنگر تھا اسے بائیں جانب چھوڑ کر پہاڑ پر چڑھنے لگے، تاکہ اوپر سے اتر کر حملہ کریں، جب مجاہدین چڑھتے چڑھتے سنگر کے محاذ میں میں پہنچ گئے تو سب نے اول وقت نماز ادا کی آگے بڑھے تو پچاس ساٹھ سکھ نظر آئے جو سنگر سے نکل کر آ رہے تھے مگر اندھیرے کی وجہ سے کسی نے ایک دوسرے کو نہ پہچانا، ایک سکھ نے پنجابی میں پوچھا تم کس کے ڈیرے سے آ رہے ہو۔؟ ایک ہندوستانی نے جواب دیا تو کیا کہتا ہے؟ یہ سن کر سب سکھ مجاہدین آ گئے مجاہدین آ گئے کہتے ہوئے سنگر کی طرف بھاگے۔

مجاہدین بلند آواز سے تکبیر کہہ کر حملہ آور ہوئے سنگر وہاں سے کوئی نصف میل تھا، سکھ بندوقیں لے کر تیار ہو گئے اور گولیاں برسانے لگے، لیکن مجاہدین ایک لمحے کے لئے بھی نہ رکے، ملا لعل محمد قندھاری اور میر قندھاری نے گولیوں کی بوچھاڑ میں اپنا نشان سنگر کی باڑھ پر جا کر گاڑا، باقی نشانہ بردار بھی آ گئے، پیچھے اپنے نشان وہیں پہنچا دیئے اس حملے میں پندرہ سولہ مجاہدین شہادت پا گئے۔

مجاہدین کی پریشانی

اس موقع پر مجاہدین کو اس وجہ سے سخت پریشانی ہوئی کہ وہ باڑ سے کود کر اندر نہ



وادی کونش کا فضائی منظر

جا سکتے تھے، اس مقصد کے لئے قطب شاہ حیدر آبادی نے جو سامان تیار کیا تھا یعنی بارود سے بھرے ہوئے سینگ اور بارود سے بھری ہوئے آنتیں وہ سب پہاڑ ہی پر رہ گئی تھیں۔ حملہ اس طرح آناً فاناً ہوا تھا کہ عجلت میں یہ سامان ساتھ نہ لیا جا سکا، سکھ سنگر کے اندر بیٹھ گئے اور مجاہدین کی گولیوں سے بڑی حد تک محفوظ ہو گئے لیکن خود مجاہدین ہر سمت سے گولیوں کا ہدف بنے ہوئے تھے اور ان کے گردو پیش کوئی اوٹ نہ تھی، پہاڑ پر سے سینگ وغیرہ دوسرا سامان لانا ممکن نہ تھا، قطب شاہ نے باڑ کاٹنے کا چھرا اٹھایا اور ایک مقام سے باڑ کاٹنے لگے مگر کوئی بھی تدبیر موثر نہ ہوئی، خود مولوی صاحب پہاڑ کی اونچائی پر کھڑے لڑائی کا حال دیکھ رہے تھے عبداللہ خرد اور شیخ فتح علی عظیم آبادی ان کے پاس تھے۔

ملا لعل محمد رحمہ اللہ کی شہادت۔

مجاہدین کی خاصی بڑی تعداد شہید ہو چکی تھی سکھوں کی گولیاں برس رہی تھیں ، یہ حال دیکھ کر ایک جماعت سنگر سے تھوڑے فاصلے پر ٹھٹک کر رہ گئی ، ملا لعل محمد قندھاری نے لاٹھے اٹھائی اور ان لوگوں کو سنگر پر حملے کا حکم دینے کے لئے پلٹے ، عین اس وقت ان کے قلب مبارک پر گولی لگی اور شہید ہو گئے ، مولوی صاحب کے ہمراہیوں میں ملا لعل محمد قندھاری کو وہی درجہ حاصل تھا جو سید صاحب کے رفقاء میں شاہ اسمٰعیل شہید کو حاصل تھا۔ مجاہدین کیلئے یہ بڑا نقصان تھا ، ملا موصوف نے اس زمانے سید صاحب کی رفاقت اختیار کی تھی جب آپ جہاد کے ارادہ سے کابل کی طرف روانہ ہوئے تھے ، کم از کم چھ سات سال مجاہدین کے روح رواں بنے رہے۔ اکثر قندھار سے کابل لڑائیوں میں انہیں سبقت کا شرف حاصل رہا۔

بہت جواں مرد اور صالح بزرگ تھے ، جنگ مردان کے بعد شاہ اسمعیل نے دو مجاہدوں کے کارناموں کو قابل ذکر قرار دیا تھا ایک مولوی مطہر علی عظیم آبادی کہ آغاز جنگ ہی میں گولی کا نشانہ بنے لیکن یہ واقعہ کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا گولی کھا کر زمین پر اس انداز سے بیٹھ گئے گویا پاوں سے کانٹا چبھ گیا ہو ، تمام رفیقوں کو پکار پکار کر کہہ رہے تھے تم چلو میں ابھی آتا ہوں ، دوسرے مجاہد ملا لعل محمد قندھاری تھے ، مردان کے ایک بُرج سے برابر گولیوں کی بارش ہو رہی تھی۔ ملا لعل محمد اس کے پاس پہونچ گئے تھے اور ساتھیوں کو پشتو میں حکم دیا سیڑھی لاو سیڑھی لاو۔ حالانکہ وہاں کوئی سیڑھی نہ تھی ، بُرج

والوں نے سمجھا کہ مجاہدین اوپر چڑھتے ہی ان کا خاتمہ کردیں گے، لٰہذا انہوں نے ہتھیار نیچے پھینک دیئے اور اپنے آپ کو حوالے کر دیا۔

اس کتاب کے دسویں باب میں ہے کہ علاقہ الائی کے لوگوں سے جنگ میں ملا صاحب کو کلائی پر گولی لگی تھی کسی مجاہد نے کہہ دیا کہ ملا موصوف کو گولی لگی ہے تو موصوف نے اس کے تھپڑ مارتے ہوئے کہا ایسی بات کیوں کہتا ہے جس سے ساتھیوں میں خوف پیدا ہو؟

موصوف نے سید صاحب کی رفاقت اختیار کرنے کے بعد زندگی کا ایک ایک لمحہ جہاد فی سبیل اللہ میں گزارا اور وطن سے ہزاروں میل دور عالم غربت میں شہادت پائی، رحمہ اللہ۔

قطب شاہ کی مردانگی

ملا لعل محمد کی شہادت کے ساتھ ہی قطب شاہ کے شانے پر گولہ لگا اور تلوار کا سا زخم ہو گیا۔ نیچے کا گوشت نیچے لٹک رہا تھا اور اوپر کا اوپر چڑھ گیا تھا، انہوں نے پانی مانگا، ملا الہام الدین پاس کھڑے تھے لیکن نہ پانی نزدیک تھا نہ ساتھ کوئی برتن تھا وہ گولیوں کی بارش میں نالے کی طرف دوڑے اپنی چادر پانی میں بھگو لائے اور نچوڑ کر پانی قطب شاہ کے منہ میں ٹپکایا، دو گھونٹ حلق سے اترتے ہی شدید زخم کے باوجود اٹھے اور اپنا چھرا ہاتھ میں لئے مولوی نصیر الدین کے پاس پہونچ گئے۔

مولوی صاحب کا عزمِ اقدام

اس وقت تک پچاس مجاہد شہید ہو چکے تھے اور ستر زخمی ہو گئے تھے، مولوی صاحب نے جب یہ نقشہ دیکھا تو شمشیر و علم لے کر چلے کہ اب ہمارا تنہا رہنا بالکل بیکار ہے جہاں ہمارے بھائی شہید ہوئے وہیں ہم بھی شہید ہونگے، شیخ فتح علی اور عبداللہ دونوں روکنے کے لئے ان سے لپٹ گئے مگر مولوی صاحب نہ رکے۔ شیخ وزیر پھلتی نے انہیں آتے دیکھا تو قرابین کندھے پر ڈال کر دوڑ پڑے۔ مولوی صاحب کا راستہ روک لیا اور کہا آپ کہاں جاتے ہیں؟ آپ ہی کے دم سے یہ انتظام قائم ہے۔ ہم لوگ کتنی ہی تعداد میں شہید ہو جائیں کچھ حرج نہیں آپ کے نہ ہونے سے جہاد کا پورا کاروبار درہم برہم ہو جائے گا غرض شیخ موصوف بزور انہیں پھر پیچھے لے گئے۔

مجاہدین کی ایک تدبیر۔

روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سکھ گولیاں پھینکتے پھینکتے تھک چکے تھے اور ہانڈیاں، گھڑے، پتھر، لکڑیاں جو کچھ ان کے ہاتھ آتا مجاہدین پر پھنکتے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ اب سنگر کے اندر پہنچنا مشکل ہے۔ مناسب یہ ہے کہ ہم لوگ پیچھے ہٹیں سکھ ہمیں پسپا ہوتے دیکھ کر تعاقب میں نکلیں گے جب وہ خاص تعداد میں باہر آ جائیں تو فوراً پلٹ کر ان پر حملہ کر دیا جائے۔ اس منصوبے پر عمل ہوا۔ جب سکھ سو سو قدم سنگر سے باہر آ گئے تو مولوی صاحب نے بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے حکم دیا کہ بھائیو اب ہلہ کر کے انہیں ختم کر ڈالو۔ چنانچہ مجاہدین اللہ اکبر کہتے ہوئے تلواریں سونت کر ان پر

جا پڑے۔اس حملے میں بھی بہت سے سکھ مارے گئے۔باقی پھر بھاگ کر سنگر میں داخل ہو گئے۔جو گڑھی کے قریب تھے وہ گڑھی میں چلے گئے۔

مجاہدین کی واپسی۔

اس آخری حملے کے بعد مولوی صاحب نے واپسی کا حکم دیدیا چنانچہ وہ بٹل سے چلے اور لاچھی منگ کے قبرستان میں پہنچ کر ظہر کی نماز ادا کی عصر کو اپنے مرکز کوٹ میں داخل ہو گئے۔جنگ کے متعلق مفصل حالات شیخ ولی محمد امیر جماعت کے پاس شائی خان بھیج دی تھیں۔اگلے روز وہاں سے رسد کا سامان آ گیا۔مولوی صاحب نے برج کی مرمت کرا کر پچاس مجاہدین کی جماعت اس میں متعین کر دی۔تیسرے روز بٹل کی طرف سے دھوئیں کے بادل اٹھتے ہوئے نظر آئے مولوی صاحب نے پچاس مجاہدین کو تفتیش احوال کے لئے بھیجا تو معلوم ہوا کہ سکھوں ے سنگر کو آگ لگا دی اور خود قلعہ چھوڑ کر شنکیاری چلے گئے۔

نقصان کی تفصیلات۔

ابتدا میں اندازہ تھا کہ لڑائی میں کم وبیش سات سو سکھ مارے گئے بعد میں قرب وجوار کے مقامی لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ تعداد چار سو سے زیادہ نہ تھی۔عبداللہ نامی نومسلم سکھ نے بھی اس کی تصدیق کی وہ اسلام لانے سے پہلے مجاہدین کے خلاف لڑتا تھا۔مسلمان ہو کر شیخ ولی محمد کے قافلے کے ساتھ سندھ پہنچا۔سید عبدالرحمان جو سید صاحب کے بھانجے تھے نے اس کے لئے سفر حج کا انتظام کر دیا باقی عمر اس نے حرمین شریفین

ہی میں گزاری۔

لڑائی کا نتیجہ۔

اوپر بتایا جاچکا ہے کہ مجاہد شہیدوں کی تعداد پچاس سے کچھ اوپر تھے ان میں سے مندرجہ ذیل کے سوا کسی کا نام معلوم نہ سکا۔

ملا لعل محمد قندھاری، برکات مظفر آبادی، عطا محمد مظفر آبادی، عبدالستار پشاوری، شاہین خان مشوانی ساکن علاقہ گنگر نز دتر بیلا، رحیم بخش، میر مردان علی میرٹھی۔

بعد میں معلوم ہوا کہ سکھوں نے گڑھی اور سنگر کے درمیان ایک لمبی سی قبر کھود کر تمام شہیدوں کو اس میں دفن کرادیا تھا۔سکھوں کے ساتھی مسلمانوں نے بتایا کہ یہی مجاہدوں کا گنج شہیداں ہے۔



ملا لعل محمد قندہاری کے ساتھ تینتیس آدمی تھے ان میں سے اکتیس بٹل میں ہی شہید ہوئے صرف لال میر خان اور نر محمد کوہاٹی زندہ بچے۔

تقریباً ستر مجاہد زخمی ہوئے تھے وہ بفضل خدا چند روز میں اچھے ہو گئے تھے۔ دیشان اور اگرور کے قیام میں مجاہدین نے جو لڑائیاں کیں ان میں سے بٹل کی لڑائی سب سے زیادہ خونریز تھی۔ مجاہدین کا مقصد یہ تھا کہ سکھ بٹل سے نکل جائیں۔ لڑائی سے یہ مقصد پورا ہو گیا۔ اگرچہ مجاہدین کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ سید صاحب کی ترتیبات جہاد کا موقع محل اور وقت ایسا تھا کہ تدبیر سے زیادہ شجاعت اور مردانگی کی ضرورت تھی۔ بٹل کی لڑائی میں اگرچہ تدبیر نظر انداز نہ ہوئی تاہم یہ مجاہدین کی شجاعت ہی کا ایک قابل فخر کارنامہ تھی۔ اگر انہیں پائندہ خان کی بدعہدی سے سابقہ نہ پڑتا تو یقین تھا کہ وہ بہت جلد ضلع ہزارہ میں ایک مستحکم محاذ جہاد قائم کر لیتے۔ چند سال بعد رنجیت سنگھ کی موت کے بعد سکھوں کی حکومت میں خوفناک ابتری پھیل گئی۔ اگر اس موقع پر مجاہدین کا محاذ موجود ہوتا تو اغلب تھا کہ وہ پورے سرحدی علاقے کو قبضہ میں لے آتے اور اس قصے کی صد سالہ سرگزشت کا اسلوب بالکل مختلف ہوتا لیکن اب اس کے سوا کیا کیا جا سکتا ہے کہ تاریخ کے اوراق میں اس طرح کے ہزاروں واقعات درج نہیں۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

خاک وخون میں لوٹنے کی کیا عمدہ مثال پیش کر گئے۔ ان پاکباز عاشقوں پر اللہ رحمت کرے۔

خون خود را در کوہ و کیسار ریخت

لیک تخم حریت در ہند بیخت

اپنے خون سے جنگوں کو رنگین کر گئے مگر ہندوستان میں آزادی کی بنیاد رکھ گئے